بنی نوع انسان پر اسلام کے احسانات

پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

خلیفۃ اللہ اِسلام وہ دین ہے جس نے نوعِ بشر کو شرفِ انسانیت سے ہم کنار کیا۔ ساری مذہبی کتابوں میں قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جس نے انسان کے "خلیفۃ اللہ" ہونے کا اعلان کیا ہے۔ خلیفہ ہونے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ زمین پر انسان خود مختار ہے اور آزاد ہے۔ ساری کائنات جاندار، غیر ذی رُوح اور غیر ذی عقل مخلوقات سے بھری پڑی ہے۔ فرشتے بھی حکم کے پابند ہیں اور غلام ہیں۔ کائنات میں صرف انسان ہی وہ واحد ہستی ہے جو آزاد ہے اور خود مختار ہے۔

انسان کے خلیفہ ہونے کا اعلان سن کر ازل میں فرشتوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ خود مختار ہستی ضرور دُنیا میں فتنہ و فساد پھیلائے گی۔ ضرور خون خرابہ کرے گی۔ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم اور عقل کی نعمت سے نوازا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورہ بقرہ - ۳۱) "اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے"۔

اسماء سے مراد تصورات (CONCEPTS) ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فطرتِ آدم میں تصوّر سازی —— یعنی انتزاع خصائص محسوسات —— کی صفت ودیعت کر دی ہے۔ تخیل، تفکّر، تدبّر اور تعقل سب درحقیقت تصوّر سازی کے مراتب عالیہ ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اعتراض کے جواب میں عقل کی بخشش کا مطلب یہ ہوا کہ اعتراض کا دفعیہ عقل کے ذریعے ہو جائے گا۔

عقل انسان کی بہترین رفیق ہے۔ مادی اشیاء کو سمجھنے میں اور پھر ان کو استعمال کرنے میں عقل نے

انسان کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ دُنیا میں انسان کے گرد سب سے بڑا دائرہ مادی اشیاء کا پھیلا ہوا ہے۔ یہ طبیعیات کی دُنیا ہے۔ مادی دنیا کو سمجھنے کے لیے عقل بالکل کافی ہے۔ عقلِ انفرادی سے اگر کبھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو عقلِ اجتماعی اس غلطی کی اصلاح کر دیتی ہے۔ مادہ کو تحلیل کرنے، اس کے خواص معلوم کرتے، اس کو پرکھنے جانچنے اور استعمال کرنے میں عقلِ انسانی کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ صدیوں سے عقل کی کدوکاوش جاری ہے۔ اس کے نتیجے میں مادی دُنیا سے متعلق جمع کردہ ایک عظیم الشان ذخیرہ آج انسانوں کے پاس جمع ہو گیا ہے۔ اس ذخیرہ کو استعمال کرنے سے انسان نے حیران کُن ایجادات اور اختراعات کر ڈالی ہیں۔ اس کی وجہ سے آج انسان ہوا میں اُڑ رہا ہے، پانی میں تیر رہا ہے اور پہاڑوں کا جگر چیر رہا ہے۔

دُنیا میں انسانوں کے گرد دوسرا بڑا دائرہ خود انسانوں کا ہے۔ یہ دُنیائے انسانیت ہے۔ انسان غیر ذی رُوح اور غیر ذی عقل مادہ نہیں ہے۔ انسان عقل، شعور اور ارادہ کی دولت سے مالا مال ہے اس لیے انسانوں کا تجزیہ کرنا اور تحلیل کرنا عقل کے لیے انتہائی دشوار کام ہے۔ پھر ذی شعور اور با اختیار ہونے کے سبب کوئی بھی دو انسان اس طرح یکساں نہیں ہیں جس طرح دو پتھر یکساں ہوتے ہیں۔ اس لیے عالمِ انسانیت میں عمرانی، تمدنی، اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں میں عقل کی کارگزاری کی تحسین کرتے ہوئے بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عالمِ انسانیت میں عقل کی کدوکاوش کے نتائج اتنے صحیح اور یقینی نہیں ہوتے جتنے کہ مادی دُنیا سے متعلق یقینی ہوتے ہیں۔ یہاں عقل کی تنقیص مقصود نہیں ہے، بلکہ اس کی محدودیت اور نارسائی کا تذکرہ کرنا مقصود ہے؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا — اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا — زندگی کے شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

انسانوں کے گرد تیسرا دائرہ مادی دُنیا سے ماورا اور عالمِ انسانیت سے ماورا ——— حقیقتِ کبریٰ کا ہے۔ حقیقتِ کبریٰ کے علم کے بغیر نہ عالمِ طبیعیات کی حقیقت کھلتی ہے اور نہ عالمِ انسانیت کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ مگر حقیقتِ کبریٰ کا دائرہ عقلِ انسانی کے لیے غیب ہی غیب ہے۔ فطرتِ انسانی کو غیب جاننے کا بے حد اشتیاق ہے۔ مگر یہاں پرواز کرنے سے عقلِ انسانی کے پر جلتے ہیں۔ اس مختصر جائزہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بلاشبہ عقل رہنمائی کے فرائض انجام دیتی ہے، مگر بعض دائروں میں اس کی رہنمائی ناکافی ہے۔ اس لیے فرشتوں کے اعتراض کا یہ شافی اور وافی جواب نہیں ہوا۔ اس موقع پر عقل کی نارسائی اور محدودیت کا نقص دُور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے انعام سے نوازا۔ فرمایا: قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔
(البقرہ ۵ - ۳۸) "ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لیے خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا" پھر اس کے بعد فرمایا" اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ تو آگ میں جلنے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عقل کا نقص میں ہدایت الٰہی سے دُور کر دوں گا۔ یہ ہدایت میں اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ دُنیا میں انسانوں کو بھیجتا رہوں گا۔ اب جو لوگ اس ہدایت کی پیروی میں زندگی بسر کریں گے، وہ امن وچین کی زندگی گذاریں گے۔ اور وہ خلافت کے فرائض پورے کریں گے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک میں اور ہر قوم میں ہدایت دینے والے نبی اور رسول بھیجے۔ فرمایا:۔
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ (سورہ رعد ۷) "تم خبردار کرنے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے"۔ اللہ کی ہدایت دو اجزا پر مشتمل ہوتی ہے:۔ کتاب ہدایت اور عملی انطباق بتانے والی سنتِ رسول۔ قدیم زمانہ سے اللہ تعالیٰ مختلف قوموں میں کتاب اور رسول دونوں بھیجتا رہا۔ آخری کتاب ہدایت قرآن مجید ہے۔ اور آخری مستند نمونۂ ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہے۔ آج ہدایت الٰہی صرف قرآن مجید سے اور سنتِ رسولؐ سے مل سکتی ہے۔

یہ ہدایت انسانی ذہن کی ساختہ پرداختہ نہیں ہے۔ یہ ہدایت علیم وخبیر خدائے بزرگ وبرتر نے براہ راست حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ یہ ہدایت ان تمام ضروری علوم ومعارف کا ذخیرہ ہے، جس کی نوع انسانی کو ضرورت ہے اور جو عقل انسانی کی دسترس سے بالا ہے۔ اس ہدایت کو آئے ہوئے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ اس ہدایت نے عالمِ انسانیت کو ہزارہا انعامات دیے ہیں۔ عالمِ انسانیت اس ہدایت سے مختلف طریقوں سے مستفید اور متمتع ہوتی رہی ہے۔ رحمتِ عالم کا فیضان عام رہا ہے۔ وہ اقوام جو ان پر ایمان لائیں وہ بھی اور وہ اقوام جو ان پر ایمان نہیں لائیں وہ بھی، دونوں رحمتِ عالمؐ اور ہادیٔ اعظمؐ کی لائی ہوئی تعلیمات سے فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ اس سرچشمۂ ہدایت سے ان چودہ صدیوں میں جو فیض جاری ہوا ہے اُس کا ہم مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا تو بڑا دقت اور محنت طلب ہے۔ ہم تو صرف چند عنوانات کے تحت اسلام کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

انسانی عظمت | ۱۔ اسلام سے قبل انسان ہر جگہ ذلیل وخوار تھا۔ شرک وبت پرستی نے ہر جگہ انسان کی تذلیل

کر رکھی تھی۔ کہیں وہ مٹی اور پتھر کے بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو رہا تھا۔ کہیں اپنے جیسے گوشت پوست کے انسانوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا کر اُن کے سامنے عجز و نیاز سے اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا۔ اسلام نے انسان کو شرفِ انسانیت سے آگاہ کیا۔ اُس کو خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا احساس دلایا۔ ساری مخلوقات کے مقابلے میں اس کو اپنی عزّتِ نفس کا شعور دلایا۔ شرک و بُت پرستی کے خلاف اسلام نے اس زور و شور سے صور پھونکا کہ قصرِ بُت پرستی میں زلزلہ آگیا اور بُت پرست خود بُت شکن بن گئے۔

اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر شنکر اچاریہ نے ہندوستان میں مورتی کھنڈت کا زبردست پرچار کیا۔ جس کے بعد کبیر پنتھی اور نانک پنتھی جیسے فرقے ہندوؤں میں پیدا ہوئے۔ جو بت پرستی کے شاید مخالف ہیں جو شرک کا ردّ کرتے ہیں اور توحید کا دم بھرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر، بلکہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر مارٹن لوتھر نے کیتھولک مذہب کے خلاف بغاوت کی، پوپ کے خلاف اور بُت پرستی کے خلاف جہاد شروع کیا اور مسیحیت کا وہ ایڈیشن تیار کیا جس میں بُت پرستی بالکل نہیں ہے۔

۲ ـــــ مسیحی دُنیا میں انسان کے پیدائشی گنہگار (ORIGINAL SIN) ہونے کا عقیدہ رائج تھا کتنی ہی بڑی نیکی ہو اُس گناہ کو زائل نہیں کر سکتی تھی۔ ہندو دُنیا میں پیدائشی بدی (شودر) کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ پیدائشی نیکی (برہمن) کا عقیدہ بھی رائج تھا۔ جس کے بعد نیکی اور بدی کا سب عمل بیکار تھا۔ اس طرح نیک اعمال اور حسنِ کردار کی جانب سے ہر جگہ غفلت تھی۔ اسلام نے ان باطل عقیدوں کی تردید کی نجات کا بھی اور ہلاکت کا بھی دارومدار اعمال پر بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ اُس کے ماں باپ ہیں جو اُس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔" پیدائشی گنہگار ہونے کا تصوّر قطعاً باطل ہے۔ اسی خیال کو علاّمہ اقبالؒ نے اپنے شعر میں پیش کیا ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۳ ـــــ اسلام نے دُنیا کو انسانی جان کا احترام سکھایا۔ اسلام سے قبل ساری دُنیا میں قتلِ اطفال، خصوصاً قتلِ بنات کا رواج عام تھا۔ لوگ لڑکی کی پیدائش کو عار سمجھتے تھے۔ اسلام نے اس رسم قبیح کو سختی سے ختم کر دیا۔ آج دُنیا کو تسلیم ہے کہ دُنیا سے قتلِ اطفال کی لعنت کا انسداد نبی عربیؐ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے دائرۃ المعارف مذہب و اخلاق میں درج ہے:-

AS A MORAL REFORMER MOHAMMAD HAS TO HIS

CREDIT THE ABOLITION OF INFANTICIDE

(ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS - VOL VIII P.576)

۴ ــ یہ اسلام ہے جس نے سب سے پہلے خودکشی کو حرام قرار دیا اور کہا کہ یہ بزدلی ہے اور کارزارِ حیات سے راہِ فرار ہے۔ ورنہ آج بھی کتنے ہی نام نہاد دانشور ایسے ہیں جو خودکشی کو جائز سمجھتے ہیں۔

۵ ــ اسلام نے بجز عدالتی چارہ جوئی کے کسی دوسری صورت میں قتلِ انسانی کی اجازت نہیں دی ہے۔ اور انسانی جان کو انتہائی محترم قرار دیا ہے۔ اقبالؒ کہتے ہیں:-

آدمیت، احترامِ آدمی باخبر شو از مقامِ آدمی

فسطائی نظام ہائے فکر میں افراد کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ وہ معاشرہ کی مشین میں ایک غیر اہم پرزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فسطائی حکمران انسانوں کو قتل کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ ہٹلر نے چھ لاکھ یہودیوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے قتل کرایا تھا۔ روس میں اجتماعی کاشتکاری کی اسکیم کے نفاذ کے موقعہ اسٹالن نے پندرہ (۱۵) لاکھ انسانوں کو لقمۂ اجل بنا دیا۔ ماؤزے تنگ کے حکم سے پیکنگ سے لہاسہ (تبت) تک ریل کی پٹڑی بچھانے میں کم از کم پندرہ ہزار مزدور کھپ گئے۔ وہاں انسانوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: لَوْ اَنَّ عَنَاقًا ذَهَبَتْ بِشَاطِئِ الْفُرَاتِ لَاَخَذَ بِهَا عُمَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی "ساحلِ فرات پر (انسان تو کجا) اگر بکری کا بچہ بھی ظلم سے مارا جائے گا تو کل قیامت کے روز عمرؓ سے اس کی باز پرس ہوگی" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے احترامِ انسانیت کا کتنا لطیف احساس افراد کے اندر پیدا کر دیا تھا۔

۶ ــ انسان عقل و فہم، شعور و احساس سے عبارت ہے۔ انسان کو عقل و فہم سے عاری کر دینا درحقیقت اس کو شرفِ انسانیت سے نیچے گرا دینا ہے۔ شراب خوری اور نشہ بازی دراصل عقل و شعور کو زائل کر دینے والا عمل ہے۔ شراب خوری انسانیت کے لیے باعثِ ننگ و رسوائی ہے۔ ہزارہا عائلی اور معاشرتی خرابیوں اور تباہ کاریوں کی جڑ نشہ بازی کی علت ہے۔ اسلام نے شرفِ انسانیت کو تحفظ دینے کے لیے نشہ خوری کو حرام قرار دیا ہے۔ آج ساری دنیا اس عیب میں مبتلا ہے۔ مگر مسلمان بڑی حد تک اس علت سے محفوظ ہیں۔ عظیم مؤرخ آرنلڈ ٹائنبی لکھتا ہے:۔ "دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ شراب خوری

کی لعنت سے بچا ہوا ہے۔ کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے نہ شراب کا رنگ دیکھا ہے اور نہ وہ اُس کی بُو سے واقف ہیں"۔ شراب نوشی کی تباہ کاریوں کا احساس دُنیا کو اب ہو رہا ہے مگر اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی اس کو حرام قرار دے دیا تھا۔

۷ — جسمانی طہارت اور نفاست کا جو معیار اسلام نے اپنے پیروؤں میں مقرر کیا ہے۔ وہ آج بھی دوسری اقوام میں ناپید ہے۔ افلاس اور ناداری کے باوجود مسلمان زیادہ طہارت پسند ہیں۔ نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ، نجاستِ بدنی اور نجاستِ حکمی کا تصور بھی دوسری اقوام میں نہیں ہے۔ اسلامی طریقۂ غسل اور مغربی طریقۂ غسل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

۸ — مذہب اور عقیدہ کی آزادی سب سے پہلے اسلام نے دی ہے۔ قرآن مجید واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے :-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (کہف ـ ۱۹)

"اے نبیؐ۔ صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔ اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے"۔

دوسری جگہ فرمایا: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ ـ ۲۵۶)

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط افکار سے چھانٹ کر الگ کر دی گئی ہے"۔

اسلام سے قبل کسی مذہبی کتاب میں اور کسی حکیم اور کسی فلسفی کی تعلیمات میں مذہب اور عقیدہ کی آزادی اور رواداری کا سراغ نہیں ملتا۔ یہ اسلام ہے جس نے دنیا کو یہ آزادی بخشی ہے۔ مذہبی اقلیتوں نے جتنا آرام و سکون اسلامی حکومتوں میں پایا ہے، اتنا کسی دور میں اور کسی حکومت میں نہیں پایا۔ مسلمانوں نے جداگانہ ملت قرار دے کر غیر مسلموں کو نہ صرف دین و عقیدہ کی آزادی دی تھی بلکہ اپنی کلچر اور ثقافت کے تحفظ کا بھی حق دیا ہے۔ اس کے برخلاف آج کے دور میں بلند بانگ آزاد خیال اور لادینی ریاستیں اقلیتوں کی ثقافت اور تہذیب کو اکثریت کے رنگ میں مدغم کرنے پر مصر ہیں۔ اس طرح ان کا تہذیبی وجود فنا کر دینا چاہتی ہیں۔

۹ — لادینیت کی بے مقصد زندگی کے مقابلے میں ایمان باللہ کی بامقصد زندگی ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ہزار گونہ سکون و طمانیت بخش۔ ایمان باللہ انسان کے ضمیر کے اندر اخلاص عمل اور خود احتسابی

کے جذبہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ رزم گاہِ خیر و شر میں یہ جذبہ انسان کا سب سے قوی ہتھیار ہے۔ ایمان باللہ کے بعد ایک مومن مسلسل اور پیہم اخلاقی اور روحانی ترقی کرتا رہتا ہے۔ عبادات کی پابندی سے انسان کے اندر انضباطِ نفس اور مستقل مزاجی کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ہر دم یہ خواہش رہتی ہے کہ حُسنِ عمل اور حُسنِ کردار کا بہتر سے بہتر نمونہ پیش کر کے اپنے ربِ کریم کی رضا حاصل کرے۔

عورت کا وقار

۱ ـــــ اسلام سے قبل عورت نہایت پستی میں تھی۔ نہ اس کی کوئی حیثیت تھی، نہ وہ کسی شے کی مالک بن سکتی تھی۔ ہندوستان میں شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کی زندگی اس قدر اجیرن ہو جاتی تھی کہ وہ محض اس سے نجات حاصل کرنے کی خاطر شوہر کے ساتھ جل مرنا پسند کرتی تھی۔ مسیحی دنیا میں بھی عورت کا حال خراب تھا۔ ۳۲۵ عیسوی نیقیہ (NIEACA) ترکی میں پادریوں کی ایک عظیم الشان کونسل منعقد ہوئی تھی، جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ عورت انسان نہیں ہے۔ اس کی فطرت داغدار ہے۔ ایران میں عورت کی حالت اور بھی ابتر تھی۔ وہاں محرمات بھی شہوانی تعدی سے محفوظ نہیں تھیں۔ عورت لذت اندوزی کا ایک کھلونا تھی۔ شاہنشاہ ... اوّل اپنے باپ بہمن کا بیٹا بھی ہے اور نواسہ بھی۔ مانی کے مذہب نے تو زر، زمین اور زن کو مشترکہ ملکیت قرار دے دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں جتنے جنرل تھے وہ سب ملکہ پوران دخت کے شوہر بن گئے تھے۔ اس وقت کی مہذب دنیا کا یہ حال تھا۔

۲ ـــــ مسیحی دنیا نے عورت کی جداگانہ شخصیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شادی سے قبل وہ باپ کی شخصیت کا جزو ہوتی تھی۔ اور شادی کے بعد وہ شوہر کی شخصیت کا ضمیمہ بن جاتی تھی۔ پہلے وہ مس جانسن کہلاتی تھی۔ اب وہ مسز تھامسن کہلاتی تھی۔

اسلام نے عورت کو مستقل بالذات شخصیت کا مالک قرار دیا۔ شادی سے قبل بھی وہ عائشہؓ اور فاطمہؓ تھی اور شادی کے بعد بھی وہ عائشہ اور فاطمہ رہتی ہے۔ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر آج کل بعض مسلمان عورتیں اپنا نام مغربی طریقہ پر لکھنا پسند کرتی ہیں، مثلاً طاہرہ خورشید۔ ان کم فہموں کو یہ خبر نہیں کہ اس طریقہ سے وہ اپنی مستقل حیثیت کا انکار کر رہی ہیں اور شوہر کی شخصیت کا ضمیمہ بننا قبول کر رہی ہے

۳ ـــــ دنیا میں سب سے پہلے اسلام نے نہ کہ میں لڑکے کے ساتھ لڑکی کو بھی حصہ دار مقرر کیا۔ اب اگر مسیحی دنیا اور ہندو دنیا (ہندو کوڈ ۱۹۵۶ء) عورتوں کو وراثت میں شریک کر رہی ہے تو یہ دراصل اسلام کی صدائے بازگشت ہے۔ اسلام نے عورت کو ملکیت رکھنے کا بھی حق دیا ہے جو اس صدی میں اہلِ یورپ ان کو

عطا کر رہے ہیں۔

۴۔ اسلام نے عورت کا درجہ معاشرہ میں اخلاقی اور دینی اعتبار سے بلند کیا۔ عورت کی تین حیثیتیں ہیں ماں، بیوی اور بیٹی۔ ماں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ماں کی خدمت کرو۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔ قرآن مجید کا حکم ہے:۔ "والدین سے اُف بھی مت کہو، ان کو جھڑکو بھی نہیں"۔ بیوی کے متعلق حضورؐ کی حدیث ہے:۔ "تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے"۔ بیٹی کی پیدائش کو آج بھی بعض اقوام بُرا سمجھتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضورؐ نے فرمایا۔ "جس شخص کے دو بیٹیاں پیدا ہوں اور وہ اُن کی اچھی تعلیم اور تربیت کرے اور پھر اچھی جگہ شادی کر دے، تو وہ شخص جنت میں جائے گا"۔ اس کے بعد سے ماں کی اطاعت و فرمانبرداری اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک اسلامی معاشرہ کا عام وطیرہ بن گیا۔

(باقی)

نوٹس

(۱)

قارئین ماہنامہ ترجمان القرآن سے التماس ہے کہ اگر کسی کو ماہنامہ کے حساب کتاب کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں

(۲)

تمام حضرات اپنا نیا خریداری نمبر نوٹ فرمالیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔